Vol.4 No.2 2021
ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617

اے حمید کے ناولوں کا اسلوب
THE NARRATOR OF STYLE A HAMID

ا۔ڈاکٹر روبینہ رشید، لیکچرر شعبہ اردو، بینظیر بھٹو خواتین یونیورسٹی پشاور
۲۔ڈاکٹر محمد رحمان، اسسٹنٹ پروفیسر شعبہ اردو ہزارہ یونیورسٹی مانسہرہ
۳۔ڈاکٹر صدف فاطمہ، اسسٹنٹ پروفیسر شعبہ ارد، یونیورسٹی آف کراچی

ABSTRACT
A Hameed is a prominent fiction writer.Among his literary creations, his novel, short stories and dramas are particularly signification. A Hameed observed and felt life elosely and it is reflected in his literary creations. He has written around 80 novels which reflect every aspect of life. His novels portray romance, suspense and life with all beauty and vigour. His writings reflect his individual style which earned him popularity. His language is simple and attractive. These qualities have taken him to the heights and he enjoys excellence among his contemporary writers. "Champa kali", Gulab ki tehni","Naryal ka phool"," Barish main judai"and "Baleedan"are his popular novels. This article discusses and highlights literary style of A.Hameed in the selected works.

کلیدی الفاظ: اے حمید، اسلوب، " آدھی رات کا شہر "، " سورج کا داغ"، " گلاب کی ٹہنی "، "برف باری کی رات"، "ناریل کا پھول"، "ڈربے"، سیاہ پھول"، "اہرام کے دیوتا"

اے حمید اردو کے نمایاں لکھاری ہیں۔انہوں نے اردو فکشن کی نئی راہیں متعین کیں۔بحیثیت فکشن نگار ان کی شہرت ناول نگاری اور افسانہ نگاری کے حوالے سے ہے۔ان کے سو کے قریب ناول اور درجن بھر افسانے انھیں ایک رومانوی ادیب کے طور پر متعارف کراتے ہیں۔جس میں ان کے اسلوب کے نت نئے رنگ متعارف ہوئے ہیں۔موجودہ مضمون میں ان کے ناولوں کے اسلوب کے چند ایک پہلوؤں کا احاطہ مطلوب ہے۔

کسی بھی صنف کے لیے زبان کی اہمیت سے انکار ممکن نہیں۔خصوصاً ناول کی زبان جتنی سادہ اور سلیس ہو گیا اتنا ہی وہ ناول نگار کامیاب و کامران ہو گا۔حد سے زیادہ تکلف اور رنین ناول کے اسلوب کو نقصان پہنچاتی ہے۔کیونکہ ناول نگار کی اپنی علمیت جھاڑنے کے شوق کی وجہ سے ناول کا وہ معیار باقی نہیں رہ سکے گا۔

اے حمید کے ناولوں کی زبان زیادہ، بے تکلف، شگفتہ و سادہ اور سلیس ہوتی ہے۔چونکہ زبان خیالات کی ترسیل کے لیے اور انسانی احساسات کے وسیع اظہار کا ذریعہ ہے۔اس لیے ناول کی زبان بھی اس بات کی متقاضی ہوتی ہے۔الفاظ اور فقرے ہمارے خیالات کے مطابق ہونے چاہئیں۔زبان عام فہم اور ہموار ہو۔چونکہ کسی بھی ادیب کی انفرادیت کا اندازہ اس کی تحریروں سے ہی لگایا جاتا ہے۔اے حمید کے ناولوں کی زبان معاشرے کے عام طبقوں کی عکاسی کرتی ہے۔ان کے ناولوں میں ہر طبقے کے کردار نظر تے ہیں۔کیونکہ وہ ان کرداروں کی نشست و برخاست اور رہن سہن کے تمام طریقوں سے بخوبی واقف ہوتے ہیں اور ان کرداروں کے طور طریقوں سے ان کی ہر خوبی کا اندازہ لگانے میں دیر نہیں لگتی۔ان کے ناول " آدھی رات کا شہر " سے ایک اقتباس ملاحظہ ہو:

> " جب وہ بڑا ہوا تو اسے یہ بھی معلوم ہوا کہ فطرت نے صرف پھول پودے ہی نہیں پیدا کیے بلکہ کچھ قوانین بھی بنائے ہیں۔کچھ ناقابلِ برداشت اٹل اصول بھی واضح کیے ہیں۔پھر اس نے انسان کی جبلت میں کچھ اٹل اصولوں کو کارفرما دیکھا اور ان جبلی اصولوں کو فطری اصولوں کے ساتھ ساتھ چلتے دیکھا۔اس نے ان دونوں اصولوں کے ہم رکاب چکر کو شروع سے لے کر آخر تک گھومتے بڑے غور سے دیکھا اور اس نے آنکھیں بند کر لیں۔پھر جب آنکھیں کھول کر اس نے گلاب کے پھول کو سونگھا تو اسے خوشبو کے احساس کے ساتھ ہی ساتھ یہ بھی معلوم ہوا کہ خوشبو فطرت کے کس اصول کے تحت پیدا ہو رہی ہے وہ پھولوں کا اور درخت کا پہلے سے زیادہ گرویدہ ہو گیا"۔(۱)

Vol.4 No.2 2021
ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617

اے حمید کے ناولوں کی زبان میں وہ چاشنی ہے جو دوسرے ناول نگاروں کے ہاں بمشکل ہی ملتی ہے۔ان کی زبان صاف،شستہ اور دلکش ہے۔ان کی زبان میں شگفتگی اور سلاست کے ساتھ اس میں ابلتے چشموں جیسی روانی بھی ہے۔مثال ملاحظہ ہو:

"اوس کے موتیوں سے سجے ہوئے مناظر۔۔۔۔ مدھم روشنی میں مدہوش پگڈنڈیاں۔۔۔۔ گاتی ہوئی ندیاں۔۔۔۔ اور جھومتے ہوئے گیت۔۔۔۔پاکیزہ خیالات ہی پاکیزہ زندگی کے حامل ہوتے ہیں۔پھر ہم سڑک طے کر کے پگڈنڈیوں پر چل رہے تھے۔بیسوا کے عشق کی طرح اُن کی باتوں کا موضوع بدلتا ہے۔انسان قانون بناتا ہے۔اپنے لیے نہیں۔اپنے ہمساوں کے لیے"۔(۲)

اس سے اندازا ہوتا ہے کہ ان کے ناولوں میں وہی زبان استعمال ہوتی ہے جو خوبصورتی سے پُر ہوتی ہے۔اس زبان ہی کی وجہ سے وہ رومانوی اور جاسوسی ناولوں میں اپنا ایک مقام رکھتے ہیں اور رومانوی ناول نگار کہلائے جاتے ہیں۔وجہ یہ ہے کہ ان کی زبان خوبصورت اور رنگین ہوتی ہے لیکن ایسی رنگین نہیں کہ مشکل تراکیب اور استعاروں سے بھری ہوئی ہو بلکہ وہ روزمرہ زبان میں ایسی چاشنی بھرتے ہیں کہ قاری عش عش کر اٹھتا ہے۔اسی خصواصیت کی وجہ سے اے حمید کو محبتیں لکھنے والا ادیب کہا جا سکتا ہے ایک مثال ملاحظہ ہو:

"یہ وہ لمحہ تھا جب الفاظ بہت پیچھے رہ جاتے ہیں اور قلم بہت آگے نکل جاتا ہے۔جب کاغذ پر لفظوں کی بجائے محض آڑی ترچھی لکیریں اور دھبے ہی نظر آتے ہیں۔ٹہنیاں اور پھول دکھائی دیتے ہیں۔سرگوشیوں اور گہرے گرم سانسوں کی سرسراہٹیں سنائی دیتی ہیں۔لفظوں کے گلدستے ہاتھوں میں پکڑے رہ جاتے ہیں اور مفہوم کی خوشبو آگے نکل جاتی ہے شاخیں دیکھی رہ جاتی ہیں اور شگوفے گرنا شروع ہو جاتے ہیں۔یہاں قلم ساکت ہوتا ہے کاغذ کا رنگ فق ہوتا ہے اور لفظ کا منہ حیرت سے کھل گیا ہوتا ہے۔اب اتھاہ سمندروں کی گہرائیاں ماپنے اور چاند کے ساتھ ساتھ گردش کرنے کی گھڑی ہے۔خوشبو کی لہر بن کر گھنے جنگلوں اور پرانے قلعوں کی اجڑی ہوئی گرم سراوں میں آوارہ بھٹکنے کا وقت ہے۔اے میرے دل! میرے ویران محلوں کے شہزادے !اپنے سفید برق رفتار گھوڑے پر بیٹھ کر ان سحر آلودہ شہروں کو چل نکلی جہاں دروازوں سے لگی سیاہ چشم جادو گر شہزادوں، اشاروں سے اپنے پاس بلاتی ہیں "۔(۳)

زبان وبیان کی خوبصورتی بڑھانے کے لیے خوبصورت تشبیہات واستعارات کا استعمال کیا جاتا ہے تاکہ زبان کی دلکشی میں اضافہ ہو۔اے حمید ایسے لکھاری ہیں جو اس خوبی سے باخبر ہیں اور اس طرح کی مثالوں میں تشبیہات کا خوبصورت اور بروقت استعمال کر کے اپنے ناولوں کی زبان کو مزید خوبصورت بنا لیتے ہیں تشبیہہ کی مثال کے لیے ان کے ناول" سورج کا داغ" سے ایک مثال پیش کی جا سکتی ہے:

" پلکیں لرزتے ہوئے آنسوؤں سے بوجھل ہو رہی ہیں۔اور آنسو کسی گہرے اور جاں گُسل دکھ کے بوجھ سے دب کر قطرہ قطرہ ہو کر ٹپک رہے ہیں۔مجھے نرگس کا پھول پسند ہے۔کیونکہ اس میں ایک صبر آزما انتظار سلگتا رہتا ہے۔سُندر اور نکھرا ہوا چہرہ دیکھ کر آغازِ بہاراں کی دُھلی ہوئی صبحیں یاد آجاتی ہیں۔شائستہ کا شفاف ماتھا۔جیسے کنول کے پھول کو چاندنی میں نہلایا گیا ہو۔۔۔!!"(۴)

اسی ناول سے ایک اور مثال ملاحظہ ہو::

"گہرا نیلا آسمان۔سفید ڈولتے ہوئے ابر کے ٹکڑے یوں منڈلا رہے ہیں۔جیسے کسی وسیع وشاداب چمن میں کم سن شہزادیاں محوِ خرام ہوں "۔(۵)

ناول" گلاب کی ٹہنی" میں سرخ گلاب کو سرخ خون سے تشبیہہ دیتے ہوئے لکھتے ہیں:

"یہ سرخ رنگ خون سے بھی زیادہ سرخ تھا۔اُس کے شہر والے رنگ مردہ تھے۔بے جان تھے۔ہاتھ لگانے سے ٹھنڈے معلوم ہوتے تھے۔لیکن اس خانہ بدوش رقاصہ کی کلائی والے گلاب کے سرخ پھول کا رنگ زندہ، گرم اور زندگی کی حرارت سے بھرپور تھا۔یہ رنگ کچھ بڑبڑا رہا تھا، کچھ کہہ رہا تھا۔اس رنگ میں نسوانی جسم کے کنوارپنے کی مہک تھی "۔(۶)

Vol.4 No.2 2021
ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617

ناول کی زبان ایسی ہو جو پڑھنے والے کو اپنے سحر میں جکڑے رکھے۔ اے حمید کے ہاں بھی ایسی مثالیں موجود ہیں۔ کیونکہ ان کے ہاں وہ ہی زبان استعمال ہوتی ہے جو کسی خاص دیش کے فرد کی ہوتی ہے۔۔ مثلاً ایک طالب علم کی گفتگو میں فرق نظر آئے گا۔ ایک دودھ بیچنے والے اور ایک نوکر پیشہ کی گفتگو الگ الگ ہو گی۔ اسی طرح ایک بچے اور اس کے باپ کی گفتگو میں فرق نظر آئے گا۔ ان کے ناول "برف باری کی رات" سے ایک اقتباس:

"صوفی صاحب کا حال احوال میں آگے چل کر بیان کروں گا۔ کیونکہ اس وقت وہ مری میں ایک گھسا پٹا ہوٹل ٹھیکے پر لے کر چلا رہے ہیں جس کا نام انہوں نے سلور کنگ رکھا ہے۔ ہم چاروں یا ہوٹل سلور کنگ میں بسیرا کرنے ہی جا رہے ہیں۔ صوفی صاحب کے متعلق میں اتنا عرض کر دوں کہ آپ بے حد کنجوس آدمی واقع ہوئے ہیں۔ انہیں اپنے کنجوس ہونے کا بے حد صدمہ ہے۔ چنانچہ وہ اکثر اپنے سر پر جوتے مارا کرتے ہیں اور خدا سے شکایت کیا کرتے ہیں کہ اُس نے انھیں کنجوس کیوں پیدا کیا"۔(۷)

اے حمید کے ہاں تکرار لفظی کی بھی عمدہ مثالیں بھی موجود ہیں۔ جو ان کے ناولوں کو حد درجہ دلفریب اور پر اثر بنا دیتے ہیں۔ ان مثالوں میں سے ایک ملاحظہ ہو:

"شہر پر شہر آئے اور گزرتے چلے گئے۔ کچھ مسافر اترے کچھ مزید ڈبے میں آن بیٹھے۔ مگر ان سب کی وضع قطع لباس اور بول چال ایک جیسی تھی۔ پتھروں کی زبان میں گفتگو کرتے تھے۔ پان پر پان کھاتے تھے اور بیڑیوں پر بیڑیاں پیتے تھے۔ سبھوں کے رنگ کالے تھے اور آنکھیں سپیروں کی مانند سرخ تھیں۔ تیجور آیا جہاں کے بدھی سندر مشہور ہیں۔ مدورآیا۔ جہاں کی عورتوں کی آنکھیں شربتی ہوتی ہیں اور بال ایڑی تک پہنچتے ہیں "۔(۸)

یہی وجہ ہے کہ ان کا اسلوب پڑھنے والے کو اپنی جانب کھینچتا ہے۔ ان کی زبان رواں دواں ہے۔ انداز انتہائی سیدھا سادہ ہے۔ جس کی وجہ سے ہر ناول میں ایک دلچسپ فضا بن جاتی ہے۔ ان ناولوں کو پڑھنے والا کسی بوریت کا شکار نہیں ہوتا۔ بلکہ محویت اور دلچسپی سے انہیں پڑھتا ہے جس سے دلچسپی اور شگفتگی قائم رہتی ہے۔ اس طرح وہ اپنے ناولوں میں سماجی حقیقت نگاری بھی کرتے ہیں۔ ان ناولوں کو خوبصورت مناظر، فطرت کی دل آویزیاں اور حسن کی لطافتیں مزید ار اور پر اثر بنا دیتے ہیں۔ ان کے ناولوں کی رومانوی فضاء میں جنگل کا سکوت، درختوں کے لمبے گھنے اور سحر زدہ کرنے والے سائے، حسین وادیوں کی خوبصورتی، فطرت کے خوبصورت رنگ، شگفتگی اور رومانیت کا احساس ہوتا ہے۔ ایک مثال:

"میں کرسی کھڑکی کے قریب کھینچ کر بیٹھ گئی۔ چاندنی۔۔۔۔ آسمان نور اُگل رہا تھا۔ اور دنیا اس ملکوتی حُسن کی دلفریب شعاعوں میں نہا رہی تھی یہ رات تو محبت کی آغوش میں بسر کرنے کی رات تھی۔ دور میرا چھوٹا سا خاموش باغیچہ جنت کی تصویر معلوم ہو رہا تھا۔ ہولے ہولے جھومتے ہوئے پتوں پر چاندنی کی روپہلی پریاں تھرک رہی ہے۔ اس کھڑکی کے کھلتے ہی۔ روشنی کی ایک جگمگاتی ہوئی چادر میرے سامنے کھینچ گئی۔

تالاب کے محدود پانی کی ہلکی ہلکی موجیں اُٹھتیں۔ سنگ مرمر کے کناروں سے ٹکراتیں۔ واپس جاتیں۔ اور پھر ایک دوسرے کے گلے سے لپٹ جاتیں جس طرح بچے کسی اندھیرے کمرے میں جھانکیں۔ سہمیں اور لپک کر ایک دوسرے سے لپٹ جائیں "۔(۹)

اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ ان کے اسلوب میں کس قدر خوبصورتی ہے۔ یہ شاعرانہ اسلوب ان کو ایک صاحب اسلوب ناول نگار بنا دیتے ہیں۔ ان کی اس خوبی کے بارے میں کرشن چندر کے الفاظ یہ ہیں کہ: "اے حمید کے ناول کی کہانی نے مجھ پر سحر طاری کر دیا۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ اے حمید کے ناولوں میں خوشبودار، دلگداز، شاعرانہ اسلوب موجود ہے جو اردو ادب میں ایک نیا اضافہ ہے۔"(۱۰)

اے حمید کے ناول ایسے اسلوب کے حامل ہیں کہ ان میں کہیں بھی مشکل اور ثقیل الفاظ کا استعمال نہیں ہوا۔ نہ کہیں مشکل تراکیب کا استعمال ملتا ہے کیونکہ اس طرح کی تراکیب سے عبارت میں پیچیدگی پیدا ہو جاتی ہے۔ بھرتی کے الفاظ اور نامانوس عبارتیں ان کے ہاں نہیں ہیں بلکہ نہایت ہی عام فہم اور ہلکے پھلکے الفاظ نے ان کے

Vol.4 No.2 2021
ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617

اسلوب کو وہ روانی اور شگفتگی عطا کی ہے کہ قاری عش عش کر اٹھتا ہے۔ وہ ایسی رومانوی فضاء تشکیل دیتے ہیں کہ ہم ایک لمحہ کے لیے دم بہ خود رہ جاتے ہیں۔ ایک مثال ملاحظہ ہو:

"دن کے وقت پھیکی دھوپ تھوڑی دیر کے لیے منڈیروں پر چمک کر غائب ہو جاتی اور سردیوں کی لمبی ٹھٹھرتی راتیں ڈیرہ جما لیتیں۔ ہمارا لمبا چوڑا مکان رات کو برف خانہ بن جاتا اور کمرے کے آتش دانوں میں زمستانی ہوائیں رات بھر چیختی رہتیں۔ دن کے وقت کھڑکی کھول کر باہر جھانکو تو لوہے کی سلاخیں اوس میں بھیگی ہوتیں اور کھیتوں پر کہرا چھایا ہوتا۔ سورج طلوع ہوتا تو اس کی پیلی پیلی زرد کرنیں کہرے کی چادر میں اُلجھ کر رہ جاتیں۔ تکیے میں کافی دن چڑھے تک زندگی کے آثار نمودار نہ ہوتے۔ کھیتوں کی طرف سے آنے والی شبنمی سرد ہوا پیشانی سے ٹکراتی تو معلوم ہوتا کسی نے ماتھے پر ٹین کا پترا جڑ دیا ہو "۔(۱۱)

اے حمید کے ہاں ایسی ہی خوبصورت مثالیں ملتی ہیں۔ مزید ایک مثال ملاحظہ ہو:

" اگر کوئی چیز اچھی لگے ۔۔۔ تو سبھی کو اچھی لگتی ہے، اور اچھی اور خوبصورت چیز کی تعریف کرنے کا حق ہر ایک کو حاصل ہے۔ مگر ہمارے ملک میں تو لڑکیوں کو اتنا بھی حق نہیں ہے۔ یہاں مردوں کو تو یہ اختیار ہے کہ وہ کسی لڑکی کو دیکھیں تو اپنی پسند کا ۔۔۔ اظہار کر سکتے ہیں ۔۔۔ مگر ہم لڑکیاں نہیں کر سکتیں۔ مرد لڑکی کی خوبصورتی کی تعریف کر سکتا ہے، مگر لڑکی مرد کی خوبصورتی کی تعریف نہیں کر سکتی اور جس نے ان قیود کو توڑ کر اپنی آزادانہ رائے دینے کی کوشش کی۔ اسے بدمعاش سمجھ لیا جاتا ہے ۔۔۔۔ "۔(۱۲)

اے حمید کے اسلوب کی اس خوبصورتی کے بارے میں ابن انشاء لکھتے ہیں:

"اے حمید کو فن کی شگفتگی اور حُسن، اور اس کی تحریروں کی رومانوی فضاء سے محبت ہے اور اس کے افسانوں اور ناولوں کا لوہا مانتا ہوں"۔(۱۳)

اے حمید کے ناولوں کا سلوب سدا بہار ہے۔ ان کی شستہ اور زبان صاف ہے ان کے اسلوب میں تشبیہات و استعارات سادہ اور عام فہم ہیں۔ ان کی زبان میں حلاوت ہے۔ وہ شگفتگی اور شیرینی کے دریا بہا دیتے ہیں اور پڑھنے والوں کو ایسی فضاء کی سیر کرا دیتے ہیں۔ جہاں ہر طرف پھول ہی پھول اور خوبصورتیاں ہوتی ہیں۔ جہاں باغ اور بہاریں ہوتی ہیں جہاں صحرا میں بھی پھول ایسی بہاریں دکھاتے ہیں کہ انسان کی روح اس ماحول شاید خوابوں میں ہی ملتا ہے۔

حوالہ جات

۱۔ اے حمید، آدھی رات کا شہر، مقبول اکیڈمی لاہور، س ن، ص ۱۱
۲۔ اے حمید، سورج کا داغ، مقبول اکیڈمی لاہور، جون ۲۰۰۷ء، ص ۱۰۱
۳۔ اے حمید، آدھی رات کا شہر، مقبول اکیڈمی لاہور، س ن، ص ۱۵۸
۴۔ اے حمید، سورج کا داغ، مقبول اکیڈمی لاہور، جون ۲۰۰۷ء، ص ۹۸
۵۔ ایضاً، ص ۱۰۰
۶۔ اے حمید، گلاب کی ٹہنی، مقبول اکیڈمی لاہور، ۲۰۰۷ء، ص ۱۵
۷۔ اے حمید، برف باری کی رات، مقبول اکیڈمی لاہور، ۲۰۰۶ء، ص ۹
۸۔ اے حمید، ناریل کا پھول، سنگ میل پبلی کیشنز، لاہور، ۲۰۰۵ء، ص ۱۷
۹۔ اے حمید، سورج کا داغ، مقبول اکیڈمی لاہور، جون ۲۰۰۷ء، ص ۱۷۶
۱۰۔ کرشن چندر، مشمولہ اہرام کے دیوتا، از اے حمید، القریش پبلی کیشنز، لاہور، ۲۰۱۴، ص ۵
۱۱۔ اے حمید، ڈربے، مقبول اکیڈمی لاہور، ۱۹۹۶ء، ص ۱۰۷
۱۲۔ اے حمید، سیاہ پھول، مقبول اکیڈمی لاہور، ۲۰۰۶ء، ص ۵۲
۱۳۔ ابن انشاء، مشمولہ اہرام کے دیوتا، از اے حمید، القریش پبلی کیشنز، لاہور، ۲۰۱۴، ص ۵